علی سکندر جگؔر مرادآبادی

(1890 – 1958)

علی سکندر نام، جگؔر تخلص تھا۔ ضلع مرادآباد، اترّ پردیش میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ فطری شاعر تھے۔ کم سنی سے شاعری کا آغاز کیا۔ جگؔر کا انتقال، اترّ پردیش کے شہر گونڈہ میں ہوا۔

جگؔر مرادآبادی کی شاعری میں سَرمستی اور سَرشاری کی کیفیت ہے۔ حسن وعشق کے معاملات کو انھوں نے والہانہ انداز میں بیان کیا ہے۔ تقسیمِ ہند کے بعد انھوں نے ایسی غزلیں بھی کہی ہیں جن میں عصری شعور اور فکر کا عنصر نمایاں ہے۔ سادگی، روانی اور موسیقیت جگؔر کے کلام کی خاص خوبیاں ہیں۔ ان کے شعری مجموعے 'داغِ جگر'، 'شعلۂ طور' اور 'آتشِ گل' ہیں۔

غزل

کبھی شاخ و سبزہ و برگ پر کبھی غنچہ و گُل و خار پر
میں چمن میں چاہے جہاں رہوں، مرا حق ہے فصلِ بہار پر
مجھے دیں نہ غیظ میں دھمکیاں، گریں لاکھ بار یہ بجلیاں
مری سلطنت یہی آشیاں مری مِلکیت یہی چار پر
عجب انقلابِ زمانہ ہے، مرا مختصر سا فسانہ ہے
یہی اب جو بار ہے دوش پر، یہی سر تھا زانوئے یار پر
مری سمت سے اسے اے صبا! یہ پیامِ آخرِ غم سُنا
ابھی دیکھنا ہو تو دیکھ جا کہ خزاں ہے اپنی بَہار پر
میں رہینِ دردسہی مگر، مجھے اور چاہیے کیا جگؔر
غمِ یار ہے مرا شیفتہ، میں فریفتہ غمِ یار پر

علی سکندر جِگؔر مراد آبادی

سوالوں کے جواب لکھیے

1. مطلع کے پہلے مصرعے میں بَہار سے متعلق کون کون سے لفظ آئے ہیں؟
2. مطلع میں 'مرا حق ہے فصلِ بہار پر' سے کیا مراد ہے؟ تفصیل سے لکھیے۔
3. غزل کے قافیوں کی نشاندہی کیجیے۔
4. شاعر نے صبا کے ذریعے اپنے دوست کو کیا پیغام بھیجا ہے؟